بابتہ سنہ ۱۳۵۰ ف

نقاش سیرت اختر علم محمد احمد اللہ خان منصور حیدرآبادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض حال

میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے سررشتہ جنگلات کے حالات سے
کیقدر باخبر ہوں میرا (۳۵) سالہ زمانہ اضلاع تلنگانہ نلگنڈہ، محبوب نگر
نظام آباد، کریم نگر، ورنگل، میدک، عادل آباد میں گذرا ہے۔ اسلئے سررشتہ جنگلات کا
مشاہدہ میری نظروں میں ہوتا گیا۔ اس سررشتہ کا وجود حیدرآباد دکن میں زائد از
(۷۰) سال سے ہے بمقابلہ سنین ماضیہ بزمانہ نواب حامد یار جنگ بہادر مرحوم
و جناب مولوی مرزا محمد علی بیگ صاحب ناظم جنگلات سرکار عالی اس سررشتہ نے
یوماً فوماً ترقی حاصل کی ہے یہاں جیسے جیسے قابل اور ماہر فن افراد ملتے رہے
اسکے ہر شعبہ میں باقاعدگی کیساتھ ترقی ہونے لگی اور کارہائے کنسرونیسی نے بھی

غیر معمولی ترقی حاصل کی اور جدید ورکنگ پلانس تیار ہونے لگے جس کے باعث زراعت پیشہ رعایا کے جملہ ضروریات زراعتی کی تکمیل بہترین طریقہ اور عمدہ اصول کے ساتھ آئے دن ہونے لگی اور جب سے لائق تعلیم یافتہ افراد یورپ سے تعلیم پاکر اور فنی ڈگریاں حاصل کرکے حیدرآباد واپس ہوئے گویا سررشتہ جنگلات کی ترقیات میں نئی روح پھونکی گئی خصوصاً سررشتہ جنگلات کے ہردلعزیز استادِ فن جناب مولوی مرزا محمد علی بیگ صاحب ناظم جنگلات کے زمانہ میں اس سررشتہ کی ترقی کو چار چاند لگ گئے۔ یوں بھی بہ حیثیت نائب ناظم جنگلات سررشتہ ہٰذا میں آپ کے عموماً کارآمد خدمات ثابت ہو چکے حقیقت تو یہ ہے کہ آپ ہی نے سررشتہ جنگلات میں فنی کاموں کی داغ بیل ڈالی ہے۔ نہایت تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ عموماً رعایا اور خصوصاً دیگر طبقہ جات کے لوگ جنگلات کے بہترین اغراض اور اعلیٰ مقاصد سے بالکل ناواقف ہیں۔ اور انہیں یہ تک معلوم نہیں کہ جنگلات کا محکمہ کیونکر قائم ہوا ہے۔ صرف رعایا اس حد تک جانتی ہے کہ

اون سے جنگلات والے فیس بنچرائی وصول کرتے ہیں۔ اور تو فیر زراعت کا اون کو موقع نہ دیکر جنگل کی پرورش بلا وجہ کیجاتی ہے اور اکثر دیگر تعلیم یافتہ طبقہ بھی اس سررشتہ کے مقاصد سے ناواقف ہے ہر بنی نوع انسان کے ضروریاتِ زندگی کا بیشتر حصہ اس سررشتہ سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ اس سے کماحقہ طور پر واقف نہ ہو تو ملک کی بدنصیبی سمجھنا چاہئے۔ حالانکہ انسان کی ابتدائے زندگی کے گہوارہ سے قبر تک کی ضرورت کا یہ سررشتہ ممد و معاون رہتا ہے۔ اور امرار کے قصر محلات سے لیکر غریب شخص کی جھونپڑی تک میں اس کی ضرورت ہے۔ اگر لکڑی کی پرورش اور اسکا وجود نہ ہوتا تو دنیا کے عام کاروبار مطلق چل نہیں سکتے تھے۔ سونے بیٹھنے۔ کھانے پکانے رہنے سہنے میں بحیثیت مجموعی اس کی ضرورت ہر متنفس محسوس کرتا ہے۔

میرا یہہ کہنا مبالغہ آمیز نہو گا کہ اگر لکڑی کی حفاظت نہوتی اور محکمہ جنگلات قائم نہ رہتا تو نہ صرف روزمرہ زندگی کے کاروبار بند ہو جاتے بلکہ قدم قدم پر تکالیف کا سامنا نظر آتا۔ وہ کونسی انسانی ضرورت ہے جو بجز لکڑی کے پوری ہو سکتی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ بجائے لکڑی کے کوئلے جلائے جائیں گے آخر وہ بھی تو اسی جنگلات کا
طفیل ہیں جب لکڑی نہ ہو تو کوئلے کہاں سے پیدا ہو سکتے ہیں ۔

ناظرین کے ملاحظہ میں لکڑی کے ضرورت کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ قلبہ رانی کیلئے
لکڑی کی بدولت لاکھوں کروڑوں ناگرہ بکھر ۔ گونڈ کے تیار ہوتے ہیں ۔ کہا وڈالنے غلّہ لانے
لیجانے کیلئے بنڈیاں ۔ سواری کھاچریں اسی سے تیار ہوتی ہیں ۔ موٹ کشی اسی سے ہی
کساؤں کے گھر اور لاکھوں انسانوں کے مکانات اُمراؤں کے محلات اسی سے تیار
ہوتے ہیں ۔ اہل ہنود کے مسانوں میں مُردہ جلانے کیلئے یہ کام آتی ہے مسلمانوں کے
قبوریں اس کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ہندوں کے کپیرم ۔ مڑے ۔ اور مسلمانوں کے
ڈولے اسی سے بنتے ہیں ۔ ننھے ننھے بچوں کے گھوارے اسی سے تیار ہوتے ہیں
جہاز و کشتیاں ریلوے کے ڈبے اور طیارے اسی سے بنتے ہیں ۔ اقسام کے فرنیچر
الماریاں ۔ صنادیق ۔ چارپائی ۔ پلنگ ۔ بگی ۔ ٹانگے ۔ جھٹکے ۔ روکشا ۔ اس سے تیار
ہوتے ہیں ۔ اور ہر قسم کے ساز باجے ٹیلیفون ۔ ریڈیو ۔ بنادیق حتیٰ کہ ہاتھ کے

سہارے کا اعصا تک لکڑی کا محتاج ہے۔ کہاں تک تفصیل کی جائے کہ ڈوئی اور موسل تک چوبینہ کے ہوتے ہیں۔ اسی طرح صحرائی بانس بنگ سے سیکڑوں انسانی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ سررشتہ جنگلات نے تو ہر قسم کی لکڑی پیدا کر دینے کا انتظام کر دیا ہے۔ اب لکڑی کو کام میں لانا صنعت گروں کا کام ہے اس میں شک نہیں کہ بمقابلہ سنین ماضیہ کے محکمۂ صنعت و حرفت نے قابل اطمینان ترقی کی ہے مگر ضرورت ہے کہ ہر ہر تعلقہ میں چوبی کام نفاست کے ساتھ قابل تعریف ہو اگر سررشتہ جنگلات کی مزید ترقی اور اس کے اضافہ کا یوں بھی ایک قدم آگے بڑھ سکتا ہے کہ عہدہ داران مال و عہدہ داران جنگلات باہمی طور پر ایک دوسرے کے ممد و معاون بنے رہیں۔ سررشتہ جنگلات کا تعاون ہر آئین سود مند اور بیحد فائدہ بخش ثابت ہوگا۔ اگر باہم اتحاد اتفاق کے ساتھ ہر دو سررشتہ کے عہدہ داران کام کرتے رہیں تو سرکار و رعایا ر دونوں کے فوائد اس میں مضمر ہیں۔ اتحاد عمل گویا چاند و سورج کی روشنی ہے جس کی ضو سے دونوں سررشتہ جات اپنے اپنے اغراض سرکاری

بدرجہ اتم پورے کرسکتے ہیں۔ دراصل ملک کے جملہ سررشتہ جات میں جو غیر معمولی ترقیات ہوئے ہیں وہ ہمارے آقائے ولی نعمت اعلحضرت قدر قدرت قوی شوکت ظلِ سبحانی شہریار دکن نواب سر میر عثمان علیخان بہادر خلد اللہ ملکہٗ و دولتہٗ کا احسانِ عظیم ہے کہ آپ نے سریر آرائے سلطنت ہونے کے ساتھ ہی اصلاحات ملک کے جانب توجہ خسروانہ مبذول فرماکر ملک کے ہر شعبہ میں نئی روح پھونک دی آج ہم اپنے بادشاہ ذیجاہ کا جتنا بھی احسان مانیں کم ہے۔

اس موقع پر اولاً اپنے محبوب ترین بادشاہ کے اوصاف برگزیدہ کے متعلق چند طبع زاد اشعار درج ذیل درج کرنے کی عزت حاصل کرتا ہوں فقط

خادم ملک و مالک

محمد احمد اللہ خان منصور

نذرِ عقیدت

گلِ گلزارِ خوبی بنگیا ہے اب دکن سارا ہے عثمانِ علیخان آصفِ سابع چمن آرا

اسی کے دم قدم سے ہے دکن کا سارا نظارا سمجھتی ہے رعایا جس کو اپنی آنکھ کا تارا

اسی کے بذل و احسان کا ظہورہ ہے زمانے میں

اسی کے فیض کا چرچہ ہوا ہے ہر گھرانے میں

کریم و باذل و منصف مزاج و معدلت گستر سخن فہم و سخن گو مخزنِ علم و ہنر پرور

خدا ترس و خدا بین اہل دل ذی فہم و دانشور خردمندی سے ہے اسکی خجل بقراط و سکندر

اُولوالعزم و شجیع و تیغ زن جرار و صفدر بھی

حلیم و صاحبِ جود و سخا بھی عدالت ور بھی

زمانہ میں کہاں ہے ہمسرِ شاہِ دکن کوئی		مقابل ہو کے دیکھے مردِ میدانِ سخن کوئی
کرے ایسا گلِ بے خار تو پیدا چمن کوئی		دماغ اتنا ہے کس کا جو اُڑا لے یہ چلن کوئی

جو رائے خردہ داں اسکی مشیر کار ہو جائے
فلاطونِ زماں کی عقل بھی بیکار ہو جائے

زہے قسمت دکن کے جو ملا ہے تاجدار ایسا		کبھی چشمِ فلک نے بھی نہ دیکھا شہریار ایسا
خوشا بخت و خوشا دولت جری و کامگار ایسا		ہوا ہے اور نہ ہو گا کوئی شاہِ نامدار ایسا

الٰہی دم بدم شاہِ دکن کا بول بالا ہو
زمانہ میں ہمارے شاہ کا رتبہ دوبالا ہو

ہوئی ہر ایک شعبہ کی ترقی دور میں اس کے		مکمل ہو گئے سب کام جتنے تھے حکومت کے
ہوئے جاری ترقی کے زمانہ بھر میں سب پرچے		بڑھے علم و عمل کے جابجا اور کوبکو چرچے

ضیا پاشی سے اسکی آنکھ سب کی آج خیرہ ہے
زمانہ میں دکن بے مثل گویا ایک ہیرا ہے

بتا سکتی نہیں تاریخ اب شاہِ دکن ایسا سلاطینِ دکن میں ہوگیا واللہ یہ یکتا

دماغ اسکو ملا ہے آج بقراط اور لقمان کا طفیلِ پنجتن اس کا ارادہ ہوگیا پورا

یہ بخشش تھی ملی جو سیدِ کونین کے در سے

صلہ پایا ہے شہ نے حیدرِ کرار کے گھر سے

دکن کے دونوں شہزادے خدا کی خاص نعمت ہیں خدا کا فضل ہیں اور اس دکن میں حق کی رحمت ہیں

جمالِ عالم آرا کیلئے رنگِ لطافت ہیں یہ دونوں نیک سیرت پاک طینت نیک خصلت ہیں

یہ رہ باد بہارِ باغِ علم و فضل و حکمت ہیں

فصیحانِ زماں بھی انکے آگے غرقِ خجلت ہیں

مکرم جاہ ہی پوتا جو اپنے شاہِ آصف کا بیاں کیا ہوسکے اجداد کا اوس کے بھلا رتبہ

شرافت اور نجابت میں نہیں کوئی نظیر اس کا ہے دادا آصفِ سابع تو شاہِ روم تھا نانا

پھلے پھولے یہ یارب تا ابد بستانِ عالم میں

ودیعت ہوں سلف کی خوبیاں اس جانِ عالم میں

دکن کا صدر اعظم ہی جو سٹر حیدری اپنا
دکھایا جوہر و عقل و خرد اس ملک میں کیا کیا

کیا ہے ناخنِ تدبیر سے ہر ایک عقدہ وا
تدبر اور فراست کا مچا ہے ہند میں چرچا

رہے جس ملک کا نامی گرامی شہریار ایسا
نہ پائے وہ ریاست کیوں وزیر ذی وقار ایسا

یہ ہے اب التجا منصور کی اے خالقِ عالم
رہے عثمان علیخان دہر میں ہر آن خوش و خرم

رعایا بادشاہ میں ہو خلوص و دوستی باہم
یہ بنیادِ محبت ہر گھڑی ہر لحظہ ہو محکم

ہوں شادانِ دوست اسکے اور عدو ناشاد مضطر ہو
رہوں جبتک جہاں میں یہ دعا میری زباں پر ہو

درِ مقصود سے بھر دے الٰہی دامنِ عثمان
رہے سر سبز عالم میں ہمیشہ گلشنِ عثمان

معطر عطر سے حشمت کے ہو پیراہنِ عثمان
لکد کوب جفائے آسماں ہو دشمنِ عثمان

جہاں میں نام روشن اس کا مثل ماہ انور ہو
الٰہی دہر میں وہ فخر دارا و سکندر ہو

دکن کا صدر اعظم ہے جو سٹر حیدری اپنا
دکھایا جوہر و عقل و خرد اس ملک میں کیا کیا

کیا ہے ناخنِ تدبیر سے ہر ایک عقدہ وا
تدبر اور فراست کا مچا ہے ہند میں چرچا

رہے جس ملک کا نامی گرامی شہریار ایسا
نہ پائے وہ ریاست کیوں وزیر ذی وقار ایسا

یہ ہے اب التجا منصور کی اے خالقِ عالم
رہے عثمان علیخان دہر میں ہر آن خوش و خرم

رعایا بادشاہ میں ہو خلوص و دوستی باہم
یہ بنیادِ محبت ہر گھڑی ہر لحظہ ہو محکم

ہوں شادانِ دوست اسکے اور عدو ناشاد و مضطر ہو
رہوں جبتک جہاں میں یہ دعا میری زباں پر ہو

دُرِ مقصود سے بھر دے الٰہی دامنِ عثمان
رہے سرسبز عالم میں ہمیشہ گلشنِ عثمان

معطر عطر سے حشمت کے ہو پیراہنِ عثمان
لگد کوبِ جفائے آسماں ہو دشمنِ عثمان

جہاں میں نام روشن اس کا مثلِ ماہ انور ہو
الٰہی دہر میں وہ فخرِ دارا و سکندر ہو

جب ہوا پیشِ نظر توسیعِ صحرا دمبدم ہو گیا افزائشِ صحرا کا عزم بالجزم
دورِ عثمانی میں اس کا بڑھ گیا آگے قدم اب لیا صحرا نے ہر سو یہ نیا اپنا جنم

بن گیا جنگل مجازی باغبان سے سبزہ زار
درحقیقت اب نظر آتی ہے صحرا میں بہار

دور بینی حضرتِ عثمان کی کیا لاریب ہے کام جو ہوتا ہے دل سے وہ بہت بے عیب ہے
بادشاہی دراصل اس کو دکن کی زیب ہے اس مبارک دور میں اشجار کی تنصیب ہے

عہدِ عثمانی نے سب جنگل کو منگل کر دیا
راستوں کو سہل کر کے حلِ مشکل کر دیا

خوبیاں شاہِ دکن کی ملک میں محبوب ہیں — ملک داری کے طریقے کتنے خوش اسلوب ہیں

اَن گنت فیاضیاں عثمان کی ہر جا خوب ہیں — شاہ کے اوصافِ حسنہ ہر طرح مرغوب ہیں

اُس کے بذل و خلق کا بیٹھا ہے سکہ دہر میں

ہے رعایا پروری ہر وقت اوسکی نظر میں

گر جو اوٹھتی کاشت پہ پہلے سے یہ ساری زمیں — پھر تڑپتے لکڑیوں کیواسطے اکثر مکیں

چین میں مشکل سے رہتی سب رعایا بالیقین — قدر و قیمت ہی کہاں جب ہو انگوٹھی بے نگیں

دشت ہو محفوظ تو ہوتی ہے بارش خوب تر

ورنہ پھر افلاس کا ہے سامنا یاں سربسر

راستے صحرا میں جانیکے بنے ہیں سب نئے — تا کہ کر لے راستے کو بیخطر راہ رو بھی طے

نگرانیاں جنگلات کی قائم ہیں ہر جا بھلے — محفوظ ہی جنگل میں سب قدرتی صحرائی تنے

لاکھ تک کی پرورش ہوتی ہے جنگل میں تمام

جس سے بنتے ہیں دہر میں سیکڑوں ہر روز کام

راستے صحرائی جس حد تک یہاں پر بن گئے
بے خطر ان راستوں سے صحرائی پر فن گئے
بونڈری لائن پر صحرائی سب معاون گئے
ان صاف کردہ راستوں سے ماہر معدن گئے

راستے سب یاں کے گر مل جائیں تعمیرات سے
پھر برآمد مال کو ہے خوف کیا برسات سے

ہے یہاں صحرا میں سالٹن ۔ ساگوان شیشم و بانس
اور بیجا سال و صندل بھی ہی جنگل کا اساس
ہو رہا ہے سب جگہ اس پرورش کا اب احساس
ہے قیام نرسری دیہات کے اب آس و پاس

پھر کروروں ناگرو نسے ہوتی ہیں سب کھیتیاں
سچ اگر پوچھو تو ہے جنگل کی یہ آسانیاں

آگ سے جلتے تھے پہلے پیڑ و پتے سب تمام
یہ تماشہ دیکھتے تھے ہر طرف سے خاص و عام
اور تباہ ہوتا تھا جنگل بے طرح سب خشک و خام
آگ کے شعلوں سے تھا نقصان صحرا لاکلام

موسم گرما میں ہیں واچر مقرر ہر جگہ
اہل صحرا کی نظر ہے گارڈ لین پہ ہر جگہ

چٹا بڑی پینے والوں پر نظر گرما میں ہے
ہے ترقی خاص صحرا ، بارش و سرما میں ہے

منفعت سرکار کو اب پرورش صحرا میں ہے
سب ترقی ملک کی اب شاہ کے ایما میں ہے

صاف کر دیتے ہیں جنگل آٹھ یا دس فٹ تک
چھیل دیتے کاہ کو بھی یہ زمین کی پیٹ تک

سن لو فردہ ہو چکا تیار ، ورکنگ پلان
در اصل پوچھو تو ہے جنگلات کی یہ خاص جان

ہو گیا صحرا میں اس سے ہر طرح کا اطمینان
جا بجا قائم ہوئے ہیں خاص جنگل کے نشان

سب طرح فنی طریقہ اب مکمل ہو گئے
دورِ عثمانی میں مشکل کام سب حل ہو گئے

منفعت ہوتی بھلا کب جانور چروائی سے
فائدہ کچھ بھی نہیں ہے چند آنہ پائی سے

ہے ضرور مد نظر یاں گلہ باں ہر جائی سے
گلہ باں کو غم ہے کیا جنگلات کی رسوائی سے

کاہ کا کب ہے نمو مٹی کے بہہ جانیکے بعد
پودے بڑھتے ہیں کہاں حیوان چر جانیکے بعد

اولہ باری سی ہوئی ساگوان کی پت جھڑی — کرم کے نقصان سی ہر شاخ یاں خالی کھڑی

پیڑ گر کر کرم سے ہے عین جنگل میں پڑی — کرتے ہیں جس کی حفاظت اوسکے نگران ہر گھڑی

ہے صحاری کی حفاظت ہر طرح مدنظر

کرم کے نقصان کا بھی ہے ازالہ خوب تر

ہے طریقہ پرورش چھوٹا شجر ہو یا بڑا — کا پس سادہ ذخیرہ منتخب بھی ہے سوا

ہر محل موزوں پہ ہی شاداب جنگل اب کھڑا — پیدائش اشجار کا ہے ہر جگہ سانچہ ڈھلا

تخم ریزی نو بہ نو اطراف بلدہ میں ہوئی

دیکھ کر عثمان ساگر ہوتی ہے خود دیکھوئی

ہے طریقہ خوب تر یہ ٹانگیا کا بالیقین — بے صرف ہوتے پودے کریں اسکو دل نشین

راب سے بڑھتے ہیں پودے خود بخود یہ اولین — راب کے ایجاد نو سے ہر طرف کھادیں نہیں

یہ طریقے ہر طرف جنگلات میں رائج ہوئے

سابقہ کے سب طریقہ یکدم خارج ہوئے

نرسری بھی جابجا جنگلات میں قائم ہوئی
پرورش اور تخم ریزی دیکھ لے آ کر کوئی

دیکھنے والونکی ہو جاتی ہے یکدم بکسوئی
پیدائش نو کیلئے رقبے بنے ہیں مصنوعی

نرسری میں جابجا اقسام کے پودے بھی ہیں
تخم ریزی کیلئے اکثر گڑھے کھودے بھی ہیں

ہے چھٹائی اور صفائی بھی درختونکی مُدام
ہوتا ہے کٹائی سے پرورش صحرا کا کام

ہو نہ گر نگرانیاں کیونکر ملے کو یوں کا دام
کیوں نہ ہو کارنمایاں کا عموماً احترام

قیمتی اشجار سے فائدہ صحرا کا ہے
تو یہ تو جنگل اوگانا قاعدہ صحرا کا ہے

جابجا ہے چوکیدارونکی رہائش کے مکان
بود و باش رکھتے ہیں جو صحرا کے اکثر درمیان

جسقدر ہیں اہلِ صحرا ماہرِ فن نوجوان
کام کرتے ہیں جو تیزی سے بلاشک بیگمان

ذیلی عہدہ دار بھی جنگلات کو اچھے ملے
کام کے سانچہ میں ہیں یہ تربیت سے جو ڈھلے

عملیات سالواری کا یہاں ہے انتظام — ہوتا ہے تنقید کا اکثر صدر میں اہتمام

فی زمانہ ہو رہا ہے خوب تریاں اچھا کام — رو بہ اصلاح سلسلہ ہو اسطرح ہر وقت مدام

مالیاتی ہو ترقی دن بدن جنگلات میں

اور بڑھے کارِ نمایاں ہر جگہ اسمات میں

اصراف کو جنگلات کے سمجھو نہ تم کچھ بے ثمر — بالمقابل خرچ کے آمد نمایاں خوب تر

دیکھ تو امداد دہ سالہ اٹھا کر ایک نظر — محکمۂ جنگلات سے حاصل ہوا اچھا ثمر

بندوبست جو کچھ ہوا جنگلات میں وہ خوب ہے

جو یہاں بیشی ہوئی ہر سال کی مرغوب ہے

فائدے جنگلات کے سوچو تو ہیں کتنے وسیع — یہ جو نعمت ہم کو بخشا ہے خداوندِ سمیع

مستفید اس سے خلائق ہوتی ہے ہر جمیع — ہوتی ہے انسان کے دل میں قدرتی ہر شئے وقیع

ادویہ ہیں جسقدر یہہ پتیاں صحرا کی ہیں

یہہ برائے نوع انسان بوٹیاں صحرا کی ہیں

ایک پتے میں ہزاروں قدرتی نقشے کھنچے   اوسکے ہر ہر ورق میں سیکڑوں ریشے بسے

دھوپ نے سبزے کو اس کی خوب کِسکے گھسے   گرتے ہی پتے زمیں پر جانور ان کو پسے

کھادسی لو بن گئی تاثیر ان پتوں کی اب

ہوتا ہے پھر اون جوانِ پتوں پہ شاملِ فصلِ بر

دیکھ لو پیشِ نظر صحرا کی ہے کیا وادیاں   مرحبا دلچسپ ہیں قدرت کی صنعت کاریاں

پھیلی ہوئی کوسوں سے ہیں اشجار کی آبادیاں   گرتی ہیں کس کس ادا سے ہر جگہ آبشاریاں

یہ نظارے قدرتی ہیں خاص انساں کیلئے

تاکہ انساں شکرِ خالق کرکے دنیا میں جئے

سب بسیرا لیتے ہیں جتنے ہیں جنگلی جانور   ہوتا ہے صحرا میں اُن کا جابجا اکثر گذر

پھرتے ہیں یاں گونڈ بھی وادیوں میں بے خطر   مور کی جھنکار کا رہتا ہے صحرا منتظر

قدرتی چشمے بنے ہیں جھاڑیوں میں جابجا

دیکھ کر بیساختہ منہ سے نکلتی مرحبا

سلسلہ اشجار ارسالی کا ہے یہ بے شمار سا گوانی ہیں درختان ہر کنارے سایہ دار

بنگلی شادابیاں خود خاص جنگل کا سنگھار ہوتا ہے یاں کی فضا سے واہ دلپر یک خمار

سب پرندے مل کے جب ہوتے ہیں یاں نغمہ سرا

تالیاں پتوں کی بھی بجتی ہیں اکثر برملا

چڑھ کے اوپر دیکھ لو ہے قدرتِ پروردگار کوہساروں میں الگ ہے خاص صحرا کی بہار

بڑھ رہا ہے دن بدن جنگلات کا اب افتخار دیکھ کر بڑھتا ہے دل میں اور صحرا کا وقار

منہ نکالا جس گھڑی خورشید نے جب شرق سے

ہو گیا صحرا زمیں سب سنہری ورق سے

کھڑکھڑانا جھونکے کھا کر ساگوان کا بار بار جھومنا پھر ڈالیوں کا ہر گھڑی مستانہ وار

شیر کا وہ تن کے چلنا بانکپن سے باوقار مور کی جھنکار سے بیدار ہیں سب کوہسار

ہر گھڑی کوئل کی ہے زور سے صحرا میں کوک

دُم دبائے دوڑتا ہے ایک طرف صحرا میں خوک

اوڑ رہے ہیں سب پرند صحرا میں ہر جا بیشمار — بنگیا ہے آج صحرا ہر جگہ پر لالہ زار

دل فزا پھولوں کی ہے صحرا میں ہر جا بہار — چاندنی میں آسماں پر ہے ٹیٹری کی پکار

صاحب دل کی اگر اللہ سے فریاد ہو

وہ یہاں موجود ہو دل میں خدا کی یاد ہو

دامن صحرا میں ہے کٹنالہ کا ایک آبشار — قدرتی صنعت گری میں اسکا ہے بہتر شمار

درمیان صحرا کے جو گرتا ہے یہ بے اختیار — پھر مزا دیتی ہے اس کے پیچ و تابی کی بہار

اٹکیلیوں سے پھر گذرنا اسکا ٹکراتے ہوئے

کچھ سہم کر تیز ہو کر پھاندتے جاتے ہوئے

قدرتی صحرا کی ہیں دونوں طرف حد بندیاں — اونچے اونچے ان درختوں کی ہیں شادابیاں

ہوتی ہے دل میں امنگ اور بھاتی ہیں خوش فعلیاں — ہے ہمارے واسطے قدرت کی سرافرازیاں

دل میں ہو یادِ خدا اور سامنے ہو ایک صنم

کھینچکر نقشہ کو اس کے توڑ دے شاعر قلم

مرزا محمد علیؓ کا دشت میں ہے اہتمام کر دیا موصوف نے سب یاں کا اچھا انتظام

آپکے اوصاف ہیں ملک میں سب نیک نام آپ ہیں اوستادِ فن یاں بے شبہ اور لا کلام

ہاتھ میں ہے آپکے سب نظم و نسق جنگلات کا

روز افزوں مرتبہ ہو آپکے خدمات کا

ناظمِ جنگلات ہیں یہ قابلِ فردِ فرید جستجو جنگلات کی رہتی ہے اب انکو مزید

کیوں نہ ہو جنگلات میں ان کا وجودِ با سعید اور بھی ہو کامراں یہ کب ہے قسمت سے بعید

ہے تجسس ان کو کہ اپنا سر رشتہ نیک ہو

ملتا ہے اوسکو ثمر جو تخم اچھا نیک بو

قابل و ذی تجربہ محنتی ہیں بالضرور آپ کو ہے کام میں جنگلات کے بیحد عبور

اس پہ ہے یہ وصف کہ مطلق نہیں انمیں غرور آپکے اخلاق کی پہونچی ہے شہرت دور دور

دیسیوں میں ایسا ناظم ملگیا جنگلات کو

ناخنِ تدبیر سے سلجھاتا ہے ہر بات کو

ہر جگہ مشہور ہیں انمیں ہیں جتنی خوبیاں　　آپ کو اللہ نے بخشی ہیں کامل نیکیاں

آپ کو افزائش جنگل سے ہیں دلچسپیاں　　ہو چکی ہیں آپ سے منصوبہ اصلاح کاریاں

آپ سے روشن ہوئے کارِ نمایاں ہر جگہ

اب بھی آتے ہیں نظر اکثر ثنا خواں ہر جگہ

محصورگی میں آپ کا کارِ نمایاں خوب ہے　　جو ہوا کافی اِضافہ وہ بہت مرغوب ہے

نیک حاکم جبکہ ہو رعیت میں وہ مرغوب ہے　　کام اچھا ہو چکا جو آپ سے منسوب ہے

ہو گئی جنگل میں رونق نرسری سے دیکھئے

کام کو ناظم کے جاکر اب خوشی سے دیکھئے

آپ کی تعلیم اعلےٰ ہر جگہ مانی ہوئی　　کاروائی آپ کی صحرا میں سب جانی ہوئی

نرسری بھی خوب تر ہے یاں کی لاثانی ہوئی　　آنکھ بھی ناظم کی سب کو خوب پہچانی ہوئی

کر دیا بدعملیاں جنگلات کی سب پاک و صاف

معاملہ ناظم کا ہے یاں ہر جگہ پر صاف صاف

ترانہ جنگلات

دیتا ہے دل کو فرحت جنگلات کا سررشتہ
غربا کے دل کی قوت جنگلات کا سررشتہ

لکڑی سے گھر کسان کا و بن گیا ہے بہتر
دہقان کے گھر کی عزت جنگلات کا سررشتہ

جینا ہے ناگروں سے بسنا ہے گرسیوں میں
رعیت کی سب ضرورت جنگلات کا سررشتہ

ڈولہ نہ ہو تو گھر سے اُٹھتی نہیں ہے میت
امداد برگ تُربت جنگلات کا سررشتہ

جینے پہ ساتھ دینا مرنے پہ کام آنا
کرتا ہے سب میں سبقت جنگلات کا سررشتہ

کرتا مدد ہے اکثر بن کر عصائے پیری
ہے دستگیر ہمت جنگلات کا سررشتہ

سب میز و کرسی اُس سے اور گاڑی بھی اسی سے
دیتا ہے سب کو عزت جنگلات کا سررشتہ

لکڑی نہ ہو جو گھر میں روٹی پکے تو کیوں کر
کرتا نہیں ہے خست جنگلات کا سررشتہ

پیدا ہے اس سے سارے صنعت گری کے سامان
پیدا ہے اس سے حرفت جنگلات کا سررشتہ

رکھتے کہاں ٹھکانا بتلاؤ سب پرندے
آزادیٔ سکونت جنگلات کا سررشتہ

چونہ کا ہے معاون اینٹوں کا ہے سہارا
رکھتا ہے کیا کیا ندرت جنگلات کا سررشتہ

صحرا کی بوٹیوں سے بنتی ہیں سب دوائیں
ہے حق میں سب کے امرت جنگلات کا سررشتہ

اکثر بڑے گھرانے کوئلہ سے کام لیتے
ان کی بھی کرتا خدمت جنگلات کا سررشتہ

لاچار بے نوا جو لاتے ہیں چن کے لکڑی
کرتا ہے دور کلفت جنگلات کا سررشتہ

جھولوں میں ننھے بچے آرام سے پلے ہیں
رکھتا ہے ان سے اُلفت جنگلات کا سررشتہ

خود ہو رہی ہے اس کو منصور اب ترقی
ہو کیوں نہ وجہ شہرت جنگلات کا سررشتہ

صحرائی فیض

اُٹھا ہے بن کے تماشہ شباب صحرا سے
رہا ہے سب کا ہمیشہ ملاپ صحرا سے

بھلائی ساری ہے روشن خصوص جنگل سے
رعایا ہوتی ہے سب کامیاب صحرا سے

ذرا تو دیکھئے چل کر عروج صحرا کا
کہ لکڑی آتی ہے کیا بے حساب صحرا سے

ضرور ہوتی ہے لکڑی سے سب کو دلچسپی
ہے فیض یاب ہر اک شیخ و شاب صحرا سے

اُٹھے ضعیفوں کو پھر ولولے جوانی کے
لگا دیکھانے جو جلوہ خضاب صحرا سے

شکار کرتے ہیں جنگل میں یار سب مل کر
بنائے جاتے ہیں لاکر کباب صحرا سے

جب ہی تو ہوتی ہے صحرا کی چاندنی پُرکیف
گذرتا رہتا ہے جب ماہتاب صحرا سے

جو ہو کوئی زمین اُفتادہ نزد محصورہ
پھر اوس کا ہوتا ہے خود انتخاب صحرا سے

ہر ایک کام نکلتا ہے وشت سے **منصور**
بتا ؤ رکھتا ہے کون اجتناب صحرا سے

از

جنابہ مکرمہ لطف النساء بیگم صاحبہ المتخلص آثیمہ بنت شمس العلماء لسان الحکمت نواب محمد عبد الرحمن خانصاحب بہادر شاطر مدراسی

خدا کی صنعتوں کی جسقدر تعریف ہو کم ہے
ہر اک صنعت پُر از اسرار ہائے نفع عالم ہے

جہاں میں احتیاجِ زندگی سب کو مسلم ہے
بنی نوع بشر کی منفعت سب سے مقدم ہے

ضرورت مہد سے تا لحد ہر شئے کی انساں کو
کیا ہے حق نے پیدا اسلئے شہر و بیاباں کو

کریں اہلِ خرد گر غور تو یہ بات ہے اظہر
بہ نسبت شہر کے جنگلات سے ہیں فائدے بڑھکر

زراعت اور تجارت کا دفینہ دشت ہی اکثر
یہی ہے وجہ استحکام کاخ و قصر و بام و در

صحارے گر نہ ہوتے شہر کی بنیاد ہل جاتی
جو کچھ رونق ہے آبادی کی سب مٹی میں ملجاتی

امیروں کیلئے اسباب آرائش کہاں ہوتے نہ یہ اونچی عمارات اور نہ یہ پختہ مکاں ہوتے
تپش سے دھوپ کی سب منعم و مفلس تپاں ہوتے سروں پر سایہ افگن کب یہ چوبی سائباں ہوتے

نہ ہوتا امتیاز فقر و دولت کچھ مکانوں میں
اسیران بلا جکڑے نہ جاتے جیل خانوں میں

غرض تعمیر کے ہر فن میں چوبینہ کی حاجت ہے امورِ خانہ داری میں بھی لکڑی کی ضرورت ہے
یہ سب تعمیر کی تکمیل صحرا کی بدولت ہے اسی پر منحصر اہلِ جہاں کی زیب و زینت ہے

نہ ہوتی جنگلوں میں ان درختوں کی جو پیدائش
گذرتی زندگی ہرگز نہ انساں کی بہ آسائش

نہ فرنیچر سے زیبا اہلِ فیشن کے مکاں ہوتے نہ ملکی صنعتیں ہوتیں نہ یہ صنعت گراں ہوتے
بجز آلاتِ زرعی اہل وہ کب کامراں ہوتے زراعت گر نہ ہوتی ملک والے نیم جاں ہوتے

کہاں سے کھاد ملتی حفظِ آب و گِل کہاں ہوتا
نشانہ قحط سالی کا سدا ہندوستاں ہوتا

بنایا جاتا ہے صحرائی چوبینہ سے فرنیچر — ہیں کار آمد بشر کی زندگی میں سارے برگ و بر

نہیں ہوتا ہے ضائع کوئی اسکا جزو خشک و تر — ہر اک پتہ ہے گویا دفترِ عرفان کا مظہر

بناتا ہے مہوس کیمیا صحرائی پتوں سے

خُدا کی نعمتیں ملتی ہیں گویا ننھے پودوں سے

جڑی بوٹی سے لیتے کام ہیں حکمائے یونانی — کہ جس سے رفع ہوتے ہیں کئی امراض جسمانی

ہر اک پودے میں ہیں پنہاں بسا نغمائے ربانی — سمجھ سکتی جس کو بخوبی عقلِ انسانی

لگایا ہے پتہ اسکا بہت سائنسدانوں نے

کیا تحقیق طبی ہر جہت سائنسدانوں نے

کہ اب دیگر ممالک میں بھی صحرا کی حفاظت ہے — عطائے ایزدی سے استفادہ کی ضرورت ہے

فرانس و جرمنی اور ایشیا میں اسکی قیمت ہے — صحاری اہل یورپ کیلئے اک حق کی نعمت ہے

اُٹھایا جا رہا ہے فائدہ جنگل کی ہر شئے سے

مصائب دور ہوتے جاتے ہیں بیروزگاری کے

حفاظت کوہ و دشت آب و گل کی گر نہ یکسر ہو	معاشی صنعتی اغراض کی تکمیل کیوں کر ہو

فروغ دامن کب زرع و تجارت کو میسر ہو	رعایا مضطر و نادار ہو بے مایہ کشور ہو

بچاؤ ملک کا ممکن نہیں پھر باد و باراں سے
ہزاروں قیمتی جانیں تلف ہو جائیں طوفاں سے

رہی ہیں کوششیں اب تک جو توفیر زراعت کی	نہ جانیں قدر کچھ لوگوں نے اس قدرت کے نعمت کی

تلف زر خیز صحرا ہو گئے سب وہ ہیں غفلت کی	وہ رقبے کھو چکے حاجت تھی اب جنکے حفاظت کی

وہ جنگل جسکی پیداوار سے اہلِ دکن تھے شاد
زراعت کی غرض سے کاٹ کر سب دے برباد

درختانِ کلاں کی جس صحاری میں تھی پیدائش	جہاں چوبینہ خرد و کلاں کی بھی تھی افزائش

تھی جس پر ملک والوں کی ترقی اور آسائش	نہ اب وہ دشت باقی ہیں نہ انمیں قوت بالش

نتیجہ یہ ہوا اہلِ دکن کے اس تغافل کا
ہوئی جنگلات کی معقول آمد میں کمی پیدا

بہت سے رقبہ جات دشت ایسے ہو گئے بیکار ۔ جہاں اشجار باقی ہیں نہ پودے ہیں نہ برگ و بار

نکل آئی ہیں کچھ اونچی چٹانیں برسرِ کہسار ۔ عدم نگرانیوں سے جانور سب چر گئے اشجار

مفاد اِن جنگلوں سے آدمی کا ہے نہ حیواں کا

نظر آتا ہے گویا اک کھنڈر خارِ مغیلاں کا

اگر منظور ہے کچھ اِستفادہ کوہ و صحرا سے ۔ حفاظت اسکی ہو باقی ہیں جو جنگلات کے رقبے

فوائد کو رکھیں پیشِ نظر صحرائی آمد کے ۔ زراعت کیلئے خارج نہ ہوں پھر رقبہ جات ایسے

عمل اخراج کا ہو مقصود ہو گراں اراضی کا

ضروری مشورہ لیں عہدہ دارنِ صحاری کا

جہاں کے دشت ویراں ہو گئے ہیں بادو باراں سے ۔ درختوں میں نہیں قوت نمو کی برق سوزاں سے

تلف ہو ہو گئے کہنہ شجر سب زدِ طوفاں سے ۔ نہیں مخلوق کو کچھ فائدہ ایسے بیاباں سے

نہ لکڑی کی درآمد ہے نہ ہے چارہ مواشی کا

عوض ہیزم کے ایندھن ہوتا ہے فضلہ مواشی کا

رہیگا گر یہی طرزِ عمل دیہات میں جاری
کمی کھاد سے ہر چند پیش آئے گی دشواری

زراعت کا خلل ہو جائیگا وجہ دل آزاری
پریشانی اُٹھائیں گے خریدار اور بیوپاری

مناسب ہے کہ پھر افزائشِ صحرا کا ساماں ہو
جہاں آبِ رواں و کاہ اور ہیزم فراواں ہو

حفاظت اس طریقہ پر جو کیجائیگی صحرا کی
رعیت اور کسانوں کو نہ ہو گی فکر فردا کی

بسر اوقات ہو گی چین و آسائش سے غربا کی
نہ ہوگا پھر کوئی آب و گیاہ و کھاد کا شاکی

یہہ وہ تدبیر ہے جسمیں رعایا کی بھلائی ہے
اُصولِ کاشتکاری کیلئے بھی رہنمائی ہے

ہے حاجت ملک کو افزائشِ نسلِ مویشی کی
بجز سعی رسا تکمیل اسکی ہو نہیں سکتی

غذا میں چارپایونکی نہو گر تقویت بخشی
بوجہ ضعف کب ممکن ہے ان سے نسل افزائی

ہیں جتنے رقبہ جات اور کچہ جات انکی چرائی کے
پھر ان میں تقویت پیدا ہو کچھ فنی اُصولوں سے

دکن میں جسقدر ہیں ماہرینِ فنِ صحرائی
کیا ہر اک نے تحقیق یہہ ازروئے دانائی

ضرورت ہے کہ ہو ملکِ دکن میں دشت افزائی
زراعت اور تجارت کا ہر ایک دل ہے تمنائی

جہاں آبِ مصفا کے پراجکٹ اور خزائن ہیں
تدابیر اس سے دشت افزائی کے ہر چند ممکن ہیں

صحاری کے متعلق ہے یہ زرین آئین کی
رہے سرکار کی ہر خانگی صحرا پہ نگرانی

کہ ہیں مشتاق سب اس فن میں عہدہ دار سرکاری
کریں گے انتظامِ ازدیادِ دشت وہ کافی

وجہ جانفشانی سعی و محنت اس سررشتہ کی
بڑھائے کیوں نہ ہر دم قدر و عظمت اس سررشتہ کی

ہوا اب تک اضافہ جو کہ پیدا وار صحرا میں
ترقی جو نظر آتی ہے ان اشجار صحرا میں

جو افزائش ہوئی ہے اندنوں مقدار صحرا میں
لگے ہیں عہدہ دار دشت سب افکار صحرا میں

لیا ہے کام جن حکام نے بیدار مغزی سے
انہیں کے سر ہیں سہرے اے اثیمہ اس ترقی کے

صحرا کی کہانی طائروں کے زبانی

ہے ہوائے دشت سی طائروں کی زندگی — صبح دم کرتے ہیں یہہ ملکر خدا کی بندگی

ہے نشیمن ڈالیوں پر طائروں کا جا بجا — مرحبا کہتی ہے جب چلتی ہے یہاں بادِ صبا

آبادیاں طائروں کی خاص کر صحرا میں ہیں — اور سبک پروازیاں بادِ سرور افزا میں ہیں

گوش پر آوازِ نغمہ ہے بیاباں بے گماں — ایک ایک پتا دکھاتا ہے سرورِ جاویداں

طائروں کا بن گیا صحرا ہمیشہ سے وطن — نغمہ خواں بلبل ہیں اسکے ہم نوا زاغ و زغن

ہے وطن کے جوش میں اب طوطیٔ نغمہ سرا — تن کے چلنا مور کا وہ ہر قدم پر مرحبا

مٹتے ہیں اپنے وطن پر ہو کے قربان بار بار — دھوتے ہیں اشکوں کو انکے دشت کے سب آشنا

جھنڈ کے جھنڈ چکر لگا کر پھر پلٹتے ہیں یہیں — چھوڑ کر جاتے نہیں صحرا کو یہہ صحرا نشین

ہاں بسر کرتے ہیں مل کر یکجا سارے پرند — اسقدر ہے میل جول انکو بھی آپس میں پسند

کشت و خون کرتے ہوئے دیکھا نہیں انکو کبھی — مل کے یہ رہتے ہیں صحرا میں محبت سے سبھی

ہے سبق آموز صحرا میں ان ہی کی زندگی — ان کے سینوں میں نہیں بغض و حسد کی گندگی

نے غم امروز نے فردا سے کوئی باک ہے — ان کا دل الائشِ حرص و ہوا سے پاک ہے

موج میں بادِ صبا کی تیرتے ہیں ہر گھڑی — چیخ اٹھتے ایک ہو کر جب مصیبت آ پڑی

اپنی اپنی جنس کے دیوانۂ الفت ہیں یہہ — گو پرندے ہیں ولیکن دشت کی زینت ہیں یہ

کرم اور کیڑوں کے ہیں یہ دشمن جانی بہت — ان میں ہے کیا کیا درختوں کو بچانے کی صفت

کب درندوں سے بھلا ڈرتے ہیں یہ صحرا نشین — ماسوا انسان کے اوروں سے گھبراتے نہیں

روح لرز جاتی ہے انکی دیکھ کر صیاد کو — جو نہیں سنتا ہے ان کے نالہ و فریاد کو

ایکدم گھائل کیا وہ مشت پر کو دیکھ کر — لا رہا تھا منہ میں دانہ گھونسلے پر کر نظر

تان کر بندوق کو صیاد نے مارا اوسے — اور نشیمن سے چھڑایا جو کہ تھا پیارا اسے

بالمقابل زندگی انکی ہے اب صحرا کے ساتھ — اور آزادیٔ صحرا ہے دو امن انکے ساتھ

بلبلوں کی نغمہ خوانی سے ہے صحرا کی بہار

طائروں کے دم سے ہے **منصور** جنگل کی بہار

آتشباری کوہساران دشت آصف آباد

وہ بوالعجبی نظر آتی ہے شب میں کوہساروں کی
کہ آتشبازیاں گویا جلائی ہیں اناروں کی

جدھر دیکھو اُدھر گھیرا ہے حلقہ کوہساروں کا
کبھی ہی سلسلہ بارش میں اِن پر آبشاروں کا

یہاں کی خاص گرمی تیر میں پہلو بدلتی ہے
غضب کی روح فرسا رات دن گرمی اُولتی ہے

کوئی دیکھے یہاں آکر کہ کیا ہے شام کا منظر
سرِ مغرب نظر آتی ہی کیا کیا روشنی بہتر

شبِ تاریک میں روشن نظر آتے ہیں کیا نقشے
دکھائی دیتے ہیں کوہسار میں کیا آتشیں جلوے

ہزاروں مشعلیں ہوتی ہیں روشن کوہساروں میں
بہل جاتا ہی دل تھوڑا سا اِن شب کے نظاروں میں

وہ موسم گرمیوں کا اس پہ جلنا اِن پہاڑوں کا
یہ ٹھنڈے پڑتے ہیں موسم جو آجاتا ہی جاڑوں کا

جھلک دیتا ہے کیا پُر لطف زنجیرہ چراغاں کا
چمک اُٹھا مقدر ان دنوں صحرا کے داماں کا

وہاں پہ چھوٹتی ہے پھل جھڑی گنجان جھاڑی میں
یہ شب کی روشنی ہے قدرتی ساری پہاڑی میں

پہل ہوتی ہی اس آتش کی تیوں گھانس پھوسوں سے
بھڑک اُٹھتے ہیں شعلے خودبخود سوکھے درختوں سے

چراغاں روشنی کے ہر نئے رُخ کو بدلتے ہیں
یہ شعلے قدرتی ہیں کب سنبھالے سے سنبھلتے ہیں

کبھی تو بیل بوٹے روشنی اپنی دکھاتے ہیں
فضائے دشت کو یہ کرۂ آتش بناتے ہیں

درندے سب کے سب حیرت زدہ مدہوش بنتے ہیں
یہ اپنے مسکنوں کی روشنی کو آپ تکتے ہیں

پھرا تا ہی یہاں کی روشنی سے شیر بھی آنکھیں
دھویں سے موڑ لیتے ہیں درندے اپنی سب ناکیں

اُدھر چلاتی ہی شعلوں کے زد سے لومڑی ہر دم
کہ بس صحرا کے جلنے کا ہے دل پر اسکو بیحد غم

صدائیں چٹ پٹاہٹ کی نکلتی ہیں درختوں سے
درندے خود نکل آتے ہیں باہر اپنی کھوہوں سے

مگر جو گونڈ ہیں وہ جنگلوں میں خوب بستے ہیں
کہ جلتی آگ میں جلنے کے ان کے خاص رستے ہیں

پہونچتے ہیں جو شعلے طائروں کے آشیانوں میں
عجب محشر بپا ہوتا ہی صحرائی پرندوں میں

کباب سیخ بن بنکر ٹپکتے ہیں نشیمن سے
بچا سکتا نہیں کوئی انہیں آتش کے خرمن سے

بھڑکتی آگ سے ڈرتے ہیں اکثر ریچھ اور بندر
وہاں سے بھاگ جاتے ہیں سراسر سانپ اور اژدر

بھڑکتے ہیں جو شعلے آگ کے آتش فشاں ہوکر
سب ارسالی شجر اُڑ جاتے ہیں اُوسمیں دھواں ہوکر

یہ نقشہ آصف آبادی پہاڑوں کا ہے منصورؔ
شب دیجور میں دکھلاتے ہیں جو جلوہ ہائے نور

صحرائے آصف آباد اور گونڈوں کی آزاد زندگی

دور سے آئیں نظر صحرا میں اکثر گرسیاں
نور کے تڑکے میں شامل تھیں جہاں بے فکریاں

چل رہی تھی پھر وہاں بادِ صبا مستانہ وار
صبح صادق کا سماں تھا ہر طرف وہ خوش گوار

سب پرندے آشیانوں سے نکل آنے کو تھے
بُوم بھی پھر مسکنوں میں جا کے چھُپ جانے کو تھے

شاہِ خاور نے ابھی اپنا نقاب اُٹھا نہ تھا
تاجِ زریں سر پہ رکھکر وہ ابھی نکلا نہ تھا

بُلبلوں کی نغمہ خوانی گوش زد ہونے کو تھی
اور شبنم بھی اُدھر غنچوں کا منہ دھونے کو تھی

اُٹھ رہی تھیں ہرنیاں بھی صبح دم بچوں کے ساتھ
تھا غزالوں کے سروں پر غیب سے قدرت کا ہاتھ

کوک تھی کوئل کی ہر سو ہور کی جھنکار تھی
طائرانِ خوش نوا کی چوطرف چہکار تھی

کہساروں کی چھُپی تھیں ابر سے کچھ چوٹیاں
جھومتی تھیں ہر گھڑی اشجار کی واں ٹہنیاں

گرسیوں سے کچھ پرے اک مختصر تالاب تھا
جسکے نیچے کھیت سالی زار کا شاداب تھا

تھے کنارے کھیت کے بیٹھے ہوئے بگلے وہاں
اور دکھائی دے رہے تھے دور سے میلے وہاں

پھر سنہری دھوپ سے صحرا نے بدلا اور رنگ
اور نظر آنے لگے پتے وہاں کے رنگ برنگ

طائروں کے جھُنڈ کے جھنڈ اوڑنے لگے زیرِ سما
بن گیا پیشِ نظر گلزار صحرا بے گماں

گرسیوں کے سامنے بیٹھے ہوئے کچھ گونڈ تھے
جو بسر کرتے تھے اپنی زندگی بے خوف سے

قیدِ خوف و غم سے ہیں آزاد وہ صحرا پسند
دھوپ سے تکلیف ہوتی ہے نہ بارش سے گزند

مضطرب ہوتے نہیں آلام دنیا سے کبھی
متفق ہر بات میں ہوتے ہیں آپس میں سبھی

صاف ملتی ہے اُنھیں آب و ہوا ولی صبح و شام
وہ نہیں لیتے طبیب و ڈاکٹر سے کوئی کام

ہے غذا گڈّے زمیں کے اور پانی پاک وصاف | وہ رہا کرتے ہیں مثلِ ساکنانِ کوہ قاف
شیر سے ڈرتے نہیں ہیں یہ بہادر نوجوان | سامنے اژدر بھی ہو تو چیر دیں یہ بے گمان
ہو مقابل اِن کے کوئی پہلوان تو غم نہیں | لاٹھیاں ان کی بھی کچھ تیغ و تبر سے کم نہیں
ہے ستر اِن کا ڈھکا سارا بدن ہے برہنہ | اِن میں بھی رہتا ہے اپنی قوم کا اک سرغنہ
عجز سے ہو جاتے ہیں یہہ رام اکثر لاکلام | کجروی سے یہہ نہیں ہوتے کسی کے پھر غلام
دوڑتے ہیں مثلِ آہو کوہ اور صحرا میں یہہ | کود پڑھنے سے نہیں ڈرتے کبھی گنگا میں یہہ
جسم ہیں فولاد ان کے اور معدے ہیں قوی | سخت محنت سے بھی یہ تھکتے نہیں ہرگز کبھی
ادویہ انکی جڑی بوٹی ہیں جنگل میں مدام | بھاگ جاتے ہیں عوارض جس سے دم بھر میں تمام
شیر بھی رہتا ہے اِنکا ہر گھڑی حلقہ بگوش | حاکمِ صحرا بھی ہیں۔ گرچہ ہیں، خانہ بدوش
عیش وعشرت ہے یہی صحرا کی کافی زندگی | وہ سمجھتے ہیں اسی میں ہے خدا کی بندگی
ہے غذا خرگوش آہو اور تیتر فاختہ | یہ فراہم کرتے ہیں اپنی غذا بے ساختہ
یہہ بہت مشتاق ہیں تیر و کماں کے ہر گھڑی | جھیلتے ہیں کوئی آفت گر اچانک آپڑی

کیوں نہ ہو منصور ان گونڈوں کی بہتر زندگی
ہے سبق آموز یہہ صحرا کی خوش تر زندگی

رپورٹ نظم و نسق سررشتہ جنگلات ملک سرکار عالی بابتہ سنہ ۱۳۴۸ف میں نقاشِ سیرت مولوی محمد احمد اللہ خانصاحب منصور تحصیلدار نرمل کے نسبت حسبِ ذیل الفاظ رقم ہیں۔ کہ تحصیلدار صاحب نرمل نے صحاری کے تصرف اور اُن کے فنی انتظام سے متعلقہ نظمیں مرتب کیں جو سالگرہ ہمایونی کے دن عہدہ دارانِ جنگلات کے ایک جلسہ میں پڑھی گئیں۔ انکو عوام میں بعد طباعت واشاعت گشت کرایا جائیگا)

مکرمی مولوی محمد احمد اللہ خان صاحب منصور

تسلیم ۔ مزاج شریف ۔ آپ کی نظم سررشتہ جنگلات میں نہایت پسندیدہ نظروں سے دیکھی جارہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ عہدہ داران مال میں آپ ہی ایک ایسے عہدہ دار ہیں جو سررشتہ جنگلات کے موجودہ اور آئندہ پالیسی اور اس کے فنی مشاغل و دیگر کارہائے صحرائی کے نسبت بنظر غائر مطالعہ کیا ہے اوران کے متعلق خوب معلومات رکھتے ہیں۔ بہرحال آپکی یہ کوشش کامیاب ثابت ہورہی ہے اور ہوگی جس کا میں شکریہ اداکرتا ہوں فقط

مخلص

مرزا محمد علی بیگ ناظم جنگلات ملک سرکار عالی

مکرمی و معظمی جناب مولوی محمد احمد اللہ خان صاحب منصور

تسلیم ۔ مزاج شریف ۔ واقعی آپ کے اشعار نہایت قابل تحسین ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپکے خاص خدمات اورخاص شاعرانہ قابلیت و مذاق کا نتیجہ ہیں فقط

مخلص

مرزا محمد علی بیگ ناظم جنگلات ملک سرکار عالی

مبلغ لطف و کرم نقاش سیرت جناب مولوی محمد احمد اللہ خانصاحب منصور

تسلیم ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ آپ سرزمین دکن کے مایۂ ناز فرزند ہیں ملک کو آپکی قدر کرنی چاہئے آپکے اشعار اور آپ کی تصنیفات کی جسقدر تعریف کیجائے وہ کم ہے ۔ فقط

آپکا مخلص

دوست علیخان مددگار ناظم جنگلات ڈویژن نرمل

مکرم بندہ مولوی محمد احمد اللہ خانصاحب منصور زادالطافکم ۔ اسلام علیکم رحمۃ اللہ برکاتہٗ

آپکی نظم درحقیقت جنگلات کی ترجمانی مال کے عہدہ دار کے زبانی" ہے ۔ انشاءاللہ عنقریب ذریعہ ٹالکی اسکی نشر کا انتظام کیا جائیگا فقط

نیازمند

سید محمود رضوی اسپشل افسر جنگلات سرکار عالی

نقل مراسلہ کلیات محکمہ ناظم جنگلات ممالک محروسہ سرکار عالی واقع ۲۵ شہریور ۱۳۴۹ ف

نشان مجاریہ ۸۱ — نشان مسل (۱۲۰۱) متفرق ۱۳۴۹ فصلی

مراسلہ

منجانب مرزا محمد علی بیگ ایم اے (آکسن) ناظم جنگلات ملک سرکار عالی
بخدمت جناب جمیع گزیٹڈ عہدہ داران صاحبان جنگلات ملک سرکار عالی

تقسیم کا بیان "آئینۂ جنگلات"
مرتبہ مولوی احمد اللہ خان صاحب منصور

ترقیم ہے کہ مولوی احمد اللہ خان صاحب منصور حیدرآبادی تحصیلدار تعلقہ نرمل نے "آئینۂ جنگلات" کے عنوان سے نظموں کا مجموعہ شائع کیا ہے۔ جنمیں سررشتۂ جنگلات کے مشاغل و مقاصد سے بحث کی گئی ہے چونکہ عوام سررشتۂ جنگلات کے مشاغل و مقاصد سے کماحقہ واقف نہیں ہیں۔ اسلئے اُن کو روشناس کرانے کیلئے۔ صاحب موصوف نے ضروری خیال فرماکر۔ سررشتۂ جنگلات کے مشاغل و مقاصد کو دلچسپ پیرایہ میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ مجموعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے پہلا اور قابل ستائش ہے۔ عوام میں بوجہ عدم واقفیت سررشتۂ جنگلات کی نسبت جو بدظنی پھیلی ہوئی ہے۔ اسکے ازالہ اور ارتفاع کے لئے اس مجموعہ کی جسقدر نشر و اشاعت کی جائے کم ہے۔ لہذا بنظر وجوہ بالا ذریعہ ہذا حکم دیا جاتا ہے کہ اس کتاب کے نسخہ کو بلحاظ تعداد اُمنار۔ صحرا داران۔ چوکیداران۔ منصف صاحب کے پتہ سے بحساب فی کتاب (آٹھ ۸؍ آنہ) خریدی کا آرڈر دیا جائے۔

ف اسکی اشاعت کا دوسرا طریقہ یہ ہوسکتا ہے کہ مقامی عہدہ داران جنگلات مقامی مدارس سے تعاون عمل کرکے طلبار زیر تعلیم و اساتذہ میں اسکی اشاعت کا انتظام کریں۔

ف سالگرہ ہمایونی کے روز" یوم تنصیب اشجار" منانے کیلئے علحدہ احکام دے گئے۔ اور اس روز مقامی عہدہ داران اور ذی اثر اشخاص کا اجتماع ہوتا ہے۔ ایسے مجمع میں سررشتہ کی جانب سے اس نظم کو پڑھکر سنایا جائے تو یہ بھی پروپاگنڈہ کی مہذب صورت ہوگی۔

ف نائب ناظم صاحبان کو چاہئے کہ بحین دورہ اسکی نشر واشاعت پر نگرانی فرمائیں اور یہ بھی دیکھیں کہ اس مجموعہ کے ذریعہ کس حد تک پبلک میں غلط فہمیوں کے ازالہ یا سررشتہ جنگلات کے مشاغل ومقاصد سے واقف کرانے کی سعی کرائی گئی۔

ف بہرحال یہ کتاب سررشتہ جنگلات کے ہر ملازم کے پاس رہنی چاہئے۔

ف پس براہ کرم آئندہ حسبہٖ عمل فرمایا جائے۔

مثنے ہذا۔ بخدمت جناب مولوی احمد اللہ خان صاحب منصور تحصیلدار تعلقہ نرمل مرسل وترقیم ہے کہ آپ کی کتاب بنظر استحسان دیکھی جاتی ہے۔ اور سررشتہ جنگلات کی نسبت آپ نے تفصیلی معلومات کو جو نظموں میں درج فرمایا ہے وہ ہر آئینہ لائق ستائش اور سررشتہ مشکور رہے ہے۔ اور دفاتر جنگلات سے بلحاظ ضرورت جسقدر نسخوں کا آرڈر دیا جائے اسکی سربراہی فرمائی جا‌ئے فقط

حسب مسودہ و دستخطی ناظم صاحب بہادر

شرحدستخط

پرسنل مددگار ناظم

نوٹ

(کتاب ہذا کے طبع اول میں چند غلطیاں سہواً رہ گئی تھیں جسکی اصلاح اب طبع دوم میں کی گئی ہے)

صحت نامہ آئینہ جنگلات طبع دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	تیسرے بند کے مصرعہ سوم میں	ضرور	ضرر
۱۵	پہلے بند کے مصرعہ اول میں	اولہ باری سے ہوئی	اولہ باری سے ہوئی ہے
۱۵	تیسرے بند کا دوسرا مصرعہ	بے صرف ہوتے	بے صرف ہوتے ہیں
۲۷	دوسرے بند کا تیسرا مصرعہ	سمجھ سکتی جسکو	سمجھ سکتی نہیں جسکو
۲۸	پہلے بند کا تیسرا مصرعہ	فروغ ودامن	فروغ دامن
۲۸	دوسرے بند کا دوسرا مصرعہ	نہ جائیں	نہ جائی
۲۹	دوسرا بند کا پانچواں مصرعہ	عمل اخراج کا ہو	عمل اخراج کا مقصود ہو
۳۱	دوسرے بند کا پانچواں مصرعہ	وجھہ	توجھ
۳۳	سطر ۶	گاڑی	گاڑیاں
۳۳	سطر ۹ مصرعہ ثانی	اور نشیمن	اس نشیمن
۳۶	سطر ۱۰ مصرعہ ثانی	سالی زار	شالی زار
۳۷	سطر ۹ مصرعہ ثانی	حاکم صحرابھی	ھاکم صحرابھی
۳۷	سطر ۱۲	مشتاق	شاق
۳۸	سطر ۵	کہتے ہیں	رکھتے ہیں
۳۸	سطر ۱۱	بنلغ	مبلغ
۳۹	سطر ۴	منصف	مصنف

(مطبوعہ)

شمس المطابع مشین پریس نظام شاہی روڈ حیدرآباد دکن

تعداد ۱۰۰۰ بار دوم